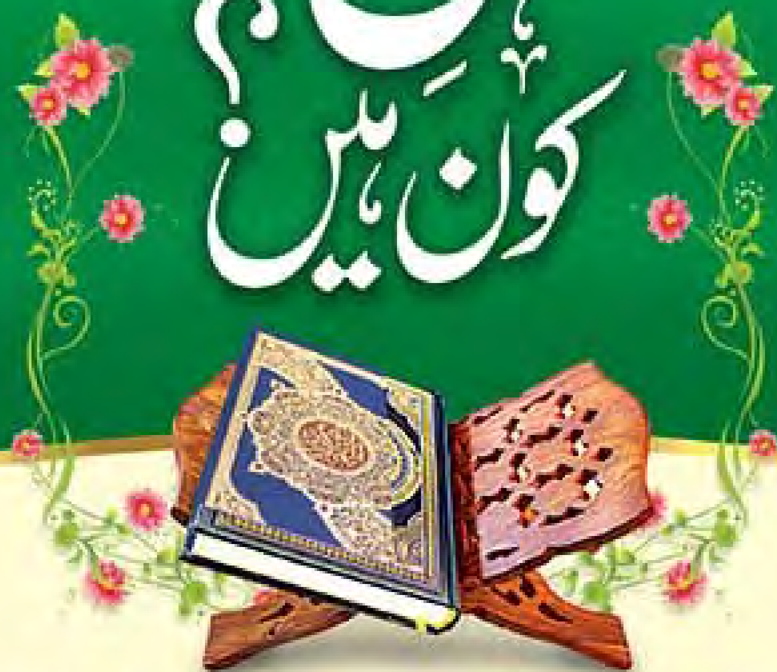
مواعظِ اختر نمبر ۲۵

اہلِ وفا کون ہیں؟



شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۃ التألیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com





اہلِ وفا کون ہیں؟

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
اِدارہ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com



بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اِس کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: اہلِ وفا کون ہیں؟

نامِ واعظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج المِلّت والدِّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ: ۲ جمادی الثانی ۱۴۱۸ھ ہفتہ، ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۷ء دوپہر ۱۲ بجے

مقام: ساحل سمندر، ماریشس

موضوع: یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ کی شرح

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست



اہل وفا کون ہیں؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

اللہ تعالیٰ کی قدرتِ غالبہ کے نمونے

دیکھو! دنیا کے تین حصے پر پانی ہے اور یہ زمین گول ہے، نیچے کوئی کالم، ستون، کھمبا نہیں ہے، اتنا پانی، اتنا وزن اور یہ زمین کا گولہ یونہی بغیر ستون کے معلق ہے، اختر پوری دنیا کے سائنسدانوں کو للکارتا ہے کہ تم خلا میں دس کلو پانی لٹکا کر دِکھاؤ، جس کا کوئی ظرف نہ ہو، کوئی مٹکا نہ ہو اور اللہ نے کتنا پانی بغیر سہارے خلا میں معلق کردیا ہے، کوئی مٹکا نہیں ہے، کوئی ظرف نہیں ہے، اللہ کتنے بڑے خلاّقِ عظیم ہیں اور یہ پانی پہاڑوں سے نکل کر سمندروں میں ختم ہوتا ہے، پھر جہاں یہ سمندر ختم ہوتا ہے آپ وہاں اکثر پہاڑ پائیں گے، پھر ان پہاڑوں پر سورج روشن کیا تاکہ میرے بندوں کو مفت میں روشنی کی سہولت ملے، بے چارے کہاں تک بجلی کا بل ادا کریں گے، اگر سورج نہ ہوتا تو دن میں بھی بجلی خرچ ہوتی اور ہم مشکل میں پڑجاتے، تو دن بھر سورج روشنی کرتا ہے، سورج کی روشنی کا کوئی بل نہیں، بس تم عبادت میں سر رکھ لو یہی ہمیں چاہیے، ہمیں مال نہیں چاہیے، ہم تمہاری تخلیق کے بعد اسبابِ زندگی اور اسبابِ تربیت کے ذمہ دار ہیں، تم کو ہم نے پیدا کیا ہے اور ہم تم کو رزق بھی دیں گے، پالیں گے بھی، پیدا کرنا اور ہے پالنا اور ہے، تو ہم تم کو وجود بھی دیں گے اور تمہارے وجود کی بقاء کے لئے تمہیں رزق یعنی اقواتِ بدنیہ بھی دیں گے اور تم کو اپنی محبت کے لئے ارزاقِ روحانیہ بھی دیں گے اور ارزاقِ روحانیہ دینے والے بھی پیدا کریں گے یعنی مشایخ، پیرومرشد بھی

دیں گے۔تو اللہ تعالیٰ نے ہم کو پالنے کے لئے سورج نکالا جو سارے عالم کو روشن کررہا ہے، اور چاند کے ذریعہ سمندر کنٹرول کردیا ورنہ یہ پانی ماریشس کو ڈبودیتا، چاند کے ذمہ سمندر کی لہروں میں مدّوجزر پیدا کرنا ہے، اسی لئے جب چودہ تاریخ کا چاند ہوتا ہے تو سمندر کے پانی میں طوفان زیادہ رہتا ہے۔

ذوقِ عاشقی اور ذوقِ فاسقی

جب آسمان کے چاند سے سمندروں میں طوفان آسکتا ہے تو زمینوں کے چاند سے تمہارے دل کے سمندر کا کیا حال ہوگا؟ اگر چاند رہے مگر اپنے چہرہ پر نقاب ڈال دے تو سمندر میں طوفان نہیں ہوگا، یہ سمندر جب چاند کو دیکھتا ہے تب طوفان میں مبتلا ہوتا ہے، ایسے ہی جو یہ زمینوں کے چاند جیسے چہرے ہیں یہ تمہارے قلب کی زمین پر طوفان اور طغیان برپا کردیں گے لیکن اگر ان سے نظر بچالی تو فوائد حاصل ہوجائیں گے، نظر بچانے سے حلاوتِ ایمانی کا فائدہ تو مل ہی جائے گا کیونکہ اگر یہ حسین نہ ہوتے تو ہم حلاوتِ ایمانی کیسے پاتے؟ ان کا وجود ہمارے لئے ذریعۂ عطائے حلاوتِ ایمانیہ ہے۔ حسینوں کا وجود، نمکینوں کا وجود ذریعۂ حصولِ حلاوتِ ایمانی ہے، اگر یہ نہ ہوتے تو ہم کو ایمان کی مٹھاس اور اللہ کے راستہ کا غم اٹھانے کا فیض کیسے ملتا، نماز روزہ، حج عمرہ اور دیگر عبادات کا شرف تو مل جاتا، لیکن اللہ کے راستہ میں غم اُٹھانے کا شرف کہاں ملتا؟ عاشق چاہتا ہے میں اپنے اللہ کے لیے کچھ غم بھی اُٹھاؤں، کچھ کانٹے بھی ہوں جن سے پیر زخمی بھی ہوں، لہولہان بھی ہوں، آبلہ پائی بھی ہو تاکہ میرا محبوب دیکھے کہ یہ بڑی مصیبت اٹھا کر میرے پاس آیا ہے۔ یہ ذوقِ عاشقی ہے، اگر یہ ذوق نہیں تو فاسقی ہے، پھر وہ خالی حلوہ خور اور سموسہ خور ہے، اصلی عاشق، باوفا عاشق وہی ہے جو چاہتا ہے کہ میں اپنے محبوب کے راستہ میں اتنا غم اٹھاؤں کہ میرا محبوب بھی رونے لگے۔

وہ چشمِ ناز بھی نظر آتی ہے آج نم
اب تیرا کیا خیال ہے اے انتہائے غم

تو جو لوگ نظر بچا بچا کر دل پر زخم کھا رہے ہیں قیامت کے دن ان کے دل کا آفتاب دیکھنا اور ان کو جو شاباشی ملے گی، ایک تو شاباشی دنیا ہی میں مل گئی کہ ان کو حلاوتِ ایمانی سے اللہ تعالیٰ نے حضور مع المولیٰ کردیا، تارک لیلیٰ ہوئے تو حاضر مع المولیٰ ہوئے یعنی لیلیٰ سے فصل ہوا اور مولیٰ سے وصل ہوا۔ لیلیٰ سے وصل ہوتا ہے تو غسل واجب ہوتا ہے اور اس کی بیماری میں اس کا پاخانہ بھی اٹھانا پڑتا ہے، وہ کہتی ہے کہ کس بات کے لئے تم نے مجھ سے عاشقی کی تھی، اب میرا پاخانہ اٹھاؤ اور ہوا کھولنے کے بعد کہتی ہے کہ اِدھر اُدھر عود کا عطر بھی لگاؤ بھئی بڑی بدبو ہے، اپنی بدبو سے خود سڑ رہے ہیں، یہ کیسے معشوق ہیں؟ ایک ہمارا مولیٰ ہے جو ہر عیب سے پاک ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ کا عاشقانہ ترجمہ

﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ﴾

(سورۃ الانبیآء، آیت:۸۷)

اس کا عاشقانہ ترجمہ سنو کہ آپ کے سوا ہمارا کوئی سہارا نہیں ہے اور کوئی ہمارا نہیں ہے اور آپ سُبْحٰنَكَ ہیں، تمام عیوب سے پاک ہیں لیکن ہم کیسے نالائق ہیں، ہم ظالم ہیں کہ آپ جیسے مولیٰ کو چھوڑ کر مرنے والوں پر، ہگنے والوں پر، موتنے والوں پر پادنے والوں پر مر رہے ہیں، اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ہم ظالم ہیں، جو ایسے محبوب مولیٰ کو چھوڑ کر فانی چیزوں پر مرے وہ ظالم ہے۔

آفتابا باتو چوں قبلہ و امیم
شب پرستی و خفاشی میکنم

باحضور آفتابِ خوش مساغ
رہنمائی جستن از شمع و چراغ
بے گماں ترکِ ادب باشد زما
کفرِ نعمت باشد و فعلِ ھوٰی

علامہ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے آفتابِ حقیقی! آپ جیسے قبلہ وامام کے ہوتے ہوئے ہم شب پرستی وخفاشی کررہے ہیں یعنی چمگادڑوں کی طرح ظلمت پسندی میں مبتلا ہیں، ہم کیسے تارکِ ادب ہیں کہ آپ جیسے آفتاب کے ہوتے ہوئے چراغوں کی روشنی کو ڈھونڈرہے ہیں، چراغ سے رہنمائی حاصل کرنا چاہ رہے ہیں جبکہ آفتاب نکلا ہوا ہے، یہ آپ کی نعمت کی ناشکری ہے، یہ ہمارے نفس کی نالائقی ہے، خالقِ لیلائے کائنات اور خالقِ نمکیاتِ لیلائے کائنات کو چھوڑ کر ہم کہاں جارہے ہیں، جب ان شکلوں پر بڑھاپا آئے گا اور یہ شکلیں بگڑ جائیں گی تو ان سے گدھے کی طرح بھاگوگے، اس وقت تو آپا کہہ رہے ہو اور اس کے حسن کے پاپا پر چھاپا مار رہے ہو، لیکن ایک دن آئے گا جب تم اس کا بڑھاپا دیکھوگے۔ وزن دیکھا آپ نے، اللہ تعالیٰ نے اس فقیر کو اُردو کی عجیب لذیذ شان عطا فرمائی ہے کہ ابھی جس کو آپا کہتے ہو اور اس کا پاپا کھانے کے لئے اس پر چھاپا مارتے ہو لیکن ایک دن جب اس پر بڑھاپا آئے گا تب اس سے بھاگوگے اور اپنی جوانی پر روؤگے کہ آہ! میں نے زندگی کہاں ضائع کی، اتنے دن میں اللہ پر فدا ہوتا تو کہاں سے کہاں پہنچتا اور کیا پاتا۔ اور ان حسینوں سے کیا ملا؟ کچھ بھی نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی خلاّقیتِ عظمیٰ کا مراقبہ

تو یہ بتلارہا ہوں کہ اِس وقت بہترین جغرافیہ ہے، سامنے سمندر موجود ہے، ایک مراقبہ بتاتا ہوں کہ آپ یہ سمجھو کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے خلا میں

ایک تخت اور مصلیٰ دیا ہے اور زمین کا چوبیس ہزار میل کا گولہ ہمارے سامنے ہے، سمندر پہاڑ سب ہمارے نیچے ہیں اور ہم اس تخت اور مصلیٰ پر دو رکعت پڑھ رہے ہیں۔ ہم کو یہ زمین گول کیوں نہیں نظر آتی ؟ اس کی مثال ایسے سمجھئے کہ ایک بہت بڑے فٹبال پر ایک چیونٹی چلے تو اس کو پورا فٹبال نظر نہیں آئے گا اس کو سارا فٹبال ہموار سطح نظر آئے گا، تو زمین کے مقابلہ میں ہم لوگ چیونٹیاں ہیں، لیکن افق پر جو آسمان زمین سے ملا ہوا نظر آتا ہے، یہی دلیل ہے کہ دنیا گول ہے اور سائنسدانوں نے بحری جہاز سے بھی اس کی گولائی کو سمجھ لیا ہے کہ جب کوئی بحری جہاز سمندر میں دور سے نظر آتا ہے تو پہلے اس کا اگلا حصہ اس طرح کا نظر آتا ہے جیسے وہ نیچے سے اوپر کی طرف آرہا ہو پھر آہستہ آہستہ پورا جہاز نظر آنے لگتا ہے، تو وہ سمجھ گئے کہ دنیا گول ہے۔

تو یہ عالَم سامنے رکھو پھر دو رکعت پڑھو کہ ایک عالَم چوبیس ہزار میل کا ہمارے سامنے ہے، اس کی خلّاقیت عظمیٰ کا مراقبہ ہوگا اور پھر سورج، چاند اور ستاروں کا پورا نظامِ عالم ہے، اللہ کتنا بڑا مولیٰ ہے پھر ہماری خطاؤں کو معاف کرنا اس پر کیا مشکل ہے۔ ایک مچھر نے ہاتھی کی کھال میں اپنا ڈنک چبھو دیا اور جب خون نہ ملا تو اس نے ہاتھی سے معذرت کی کہ میں خون کے لالچ میں آیا تھا تو خون بھی نہ ملا اور آپ کے ساتھ گستاخی بھی ہوئی، مجھے معاف کر دیجئے۔ تو ہاتھی نے کہا کہ مجھے تو پتہ ہی نہیں چلا کہ تو میری پیٹھ کے کس حصہ میں گھسا ہوا تھا۔ تو ہاتھی کی جو نسبت مچھر سے ہے اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے ہماری اور ہماری خطاؤں کی اتنی بھی نسبت نہیں ہے۔ حدیثِ پاک کی دعا ہے:

((یَامَنْ لَّا تَضُرُّہُ الذُّنُوْبُ))

(شعبُ الایمان لِلبیہقی، ج:۵،ص:۴۶۵)

اے خدا! میرے گناہوں سے آپ کو نقصان نہیں پہنچا ورنہ آپ ہمیں رَبَّنَا ظَلَمْنَا نہ سکھاتے۔

اس لیے کہتا ہوں کہ مناجاتِ مقبول کی ایک منزل روزانہ پڑھنے کی کوشش کرو۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ تو ساتوں منزل روزانہ پڑھتے تھے۔ آپ لوگ ایک ہی منزل پڑھ لو، اگر کوئی بہت ہی مشغول ہے یا بہت زیادہ دماغی کام کرنے سے دماغ میں تھکاوٹ آجاتی ہے مثلاً بخاری شریف پڑھا رہا ہے یا کوئی اور کام کررہا ہے تو ایسا شخص وہ دعا پڑھ لے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تئیس (۲۳) برسوں کی دعاؤں کا مجموعہ ہے، یہ بہت آسان اور چھوٹی سی دعا ہے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیۤ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ))

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، ج:۲، ص:۱۹۲)

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تیرہ سالہ مکی اور دس سالہ مدنی دعاؤں کا مجموعہ ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ یہ ساری دعائیں آپ کو مل جائیں گی۔

عظمتِ خالقِ سمندر

تو آج میں نے آپ لوگوں کو اس لئے یہاں بلایا ہے کہ ایک تو سمندر دیکھتا ہوں مگر جب تک خالقِ سمندر کے گیت نہ گائے جائیں وہ ناظرِ سمندر قلندر نہیں ہوسکتا ورنہ اسی سمندر کے کنارے کتنے ننگے لوگ لیٹے رہتے ہیں اور سن باتھ کرتے ہیں اور شراب پیتے ہیں اور زنا کرتے ہیں، یہ کیا جانیں خالقِ سمندر کو، یہ وہ مخلوق ہے جو مخلوق کی غلام بنی ہوئی ہے، جب مریں گے تب ان کو پتہ چلے گا کہ ہم کس کام کے لئے دنیا میں بھیجے گئے تھے۔ اللہ کے خاص بندے سمندر کو دیکھتے ہیں تو خالقِ سمندر کی عظمت کو پہچانتے ہیں۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:

﴿مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ○ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ○﴾

(سورۃُ الرَّحمٰن آیت ۱۹، ۲۰)

یعنی پورے عالم میں جہاں جہاں دریا سمندر میں ملتا ہے تو دریا کا پانی میٹھا ہوتا ہے اور سمندر کا پانی نمکین ہوتا ہے تو جہاں یہ دونوں ملتے ہیں مجال نہیں کہ دریا کے پانی کی مٹھاس بال برابر آگے بڑھ جائے یا سمندر کے پانی کا نمک بال برابر ادھر آجائے۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ الٰہ آباد میں گنگا اور جمنا کا سنگم ہوتا ہے، گنگا کا پانی سفید اور جمنا کا ہرے رنگ کا ہے لیکن مجال نہیں اس کا ہرا پن ایک ذرہ ایک اعشاریہ ادھر داخل ہوجائے اور اس کی سفیدی ایک اعشاریہ ایک بال کے برابر اس میں آجائے، دونوں کے بیچ میں جیسے ایک دھاگہ سا ہے، لَا يَبْغِيٰنِ ہے واہ کیا شان ہے مالک کی! جب میں وہاں پڑھ رہا تھا تو میں نے کشتی میں بیٹھ کر یہ پورا منظر دیکھا تھا۔ ایسے ہی جہاں سمندر کا نمکین اور دریا کا میٹھا پانی آپس میں ملتے ہیں وہاں آپ دیکھئے کہ ایک دھاگہ سا واضح نظر آئے گا، ایک نمایاں امتیازی دھاگے جیسی پتلی لکیر ہے۔

سمندر کے نمکین اور دریاؤں کے میٹھا ہونے کی وجہ

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو نمکین کیوں بنایا اور دریاؤں کو میٹھا کیوں رکھا؟ اس کا راز ایک مفسر عظیم لکھ رہا ہے کہ یہ سمندر رَاکِد ہے اور اپنی حدود ہی میں لہریں مار رہا ہے، آگے نہیں بڑھتا ہے، اگر کوئی اپنی حدود میں کودے پھاندے، اُچھلے مچلے تو اس کا نام تجاوز نہیں ہے، وہ اپنی ہی جگہ پر ہے، اپنی حدودِ سکونت میں وہ ساکن ہے لیکن دریا اپنی جگہ چھوڑ کر آگے بڑھ رہا ہے جبکہ سمندر وہیں رہتا ہے۔

تمام عمر تڑپنا ہے موجِ مضطر کو
کہ اُس کا رقص پسند آگیا سمندر کو

تو علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ سمندر میں تقریباً پچاس فیصد نمک ہے، چونکہ سمندر کا پانی اپنی ہی جگہ پر رہتا ہے یہ طولِ مکث کی وجہ، سے امتدادِ مکث کی وجہ سے اس میں نمک کا اضافہ کردیا یعنی نمک زیادہ کردیا تاکہ سمندر کا پانی اس اشتدادِ ملح کی وجہ سے سڑے نہیں، اس میں انفکشن نہ ہو، بدبو نہ آئے، اگر اللہ تعالیٰ اس میں اتنا نمک نہ ڈالتا تو ساحلی علاقے ماریشس ہو، بمبئی ہو، مدراس ہو، کراچی ہو سب مرجاتے، سینکڑوں میل تک بدبو جاتی تو اللہ تعالیٰ نے اس میں نمک ڈال کر خود اس مخلوق کو حیات بخشی جو مَا فِی الْبَحْرِ ہے یعنی مچھلیاں وغیرہ کو زندگی بخشی کیونکہ اگر سمندر میں زہریلا مادّہ پیدا ہوجاتا تو سب مرجاتیں اور سَوَاحِلُ الْبَحْرِ کی جو مخلوق ہے اَلَّذِیْنَ یَسْکُنُوْنَ عَلٰی سَوَاحِلِ الْبَحْرِ جو سمندر کے کنارے پر رہتے ہیں ان کو بھی اللہ نے حیات بخشی کہ مچھلی کھاؤ گے تو انفیکشن نہیں ہوگا، گھبراؤ مت، مچھلی کھاؤ میری گاؤ کیونکہ سمندر کے زہریلے مادّے کو نمک نے ہلاک کردیا، اب تم ہلاک نہیں ہوگے۔

ایک جگہ میں یہی تقریر علماء کو سنا رہا تھا تو میں نے پوچھا کہ بھئی آپ لوگ سمجھ گئے یا اور وضاحت کروں؟ تو ایک عالم نے کہا اور وضاحت کیجئے۔ میں نے کہا کہ جب آپ لوگ قربانی کے زمانہ میں چمڑہ وصول کرتے ہو تو اس کو نمک کیوں لگاتے ہو؟ بس پھر ہنسنے لگے اور کہا جَزَاكَ اللّٰهُ فِی الدَّارَیْنِ خَیْرًا۔ دیکھئے یہاں صدقات، خیرات اور عطیات سے یہ مضمون سمجھ میں نہ آتا جب تک چمڑات کی بات نہ کرو، چمڑات کی بات سنی اور کہا کہ واقعی ہم اس میں نمک لگاتے ہیں تاکہ سڑے نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے سمندر کی کھال پر نمک لگا دیا تاکہ وہ سڑنے نہ پائے اور دریا میٹھا ہوتا ہے کیونکہ وہ رواں ہوتا ہے، اس میں انفیکشن

کا خطرہ نہیں ہے، سڑنے کا، تعفن کا، تسمم کا کوئی خطرہ نہیں ہے کیونکہ دریا آج یہاں ہے کل وہاں ہے۔

صدقات اور تزکیۂ نفس کا ربط

اس لئے ایک تبلیغی دوست نے کہا کہ اگر چلت پھرت رہے تو ہم سڑنے نہ پائیں گے، اگر اللہ کے راستہ میں حرکت کرتے رہیں گے تو ہماری خطائیں بھی معاف ہوجائیں گی ان شاء اللہ، صغائر نیکیوں سے اور کبائر توبہ کی توفیق سے معاف ہوجائیں گے۔ تو شیخ کو بھی چاہئے کہ اپنے مریدوں کو ان کے گھروں سے نکالے تاکہ ہجرت کا اجر ملے اور اللہ مل جائے اور اللہ کے راستہ میں مال بھی نکالے، مرید کو کہے کہ تم کچھ پیسہ بھی خرچ کرو کیونکہ اس سے دل کا قبض دور ہوتا ہے، دل کی بندش، دل کے تالے کھل جاتے ہیں، صدقات کو تزکیۂ نفس میں بہت دخل ہے۔ قرآن پاک میں ہے:

﴿خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمۡ وَتُزَكِّيۡهِمۡ بِهَا﴾

(سورۃ التوبۃ، آیت:۱۰۳)

اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ لوگوں کے صدقات کو قبول فرمایئے اور ایک جگہ فرمایا:

﴿وَيَاۡخُذُ الصَّدَقٰتِ﴾

(سورۃ التوبۃ، آیت:۱۰۴)

اللہ لیتا ہے یعنی ہمارا نبی جو لے رہا ہے اس کے ہاتھ کو میرا ہاتھ سمجھو لہٰذا اگر اللہ والے اللہ کے راستہ میں خرچ کرائیں تو سمجھ لو ہم اللہ تعالیٰ کو دے رہے ہیں۔

ان دونوں آیات میں غور کرو تو اللہ والوں کا تعلق اور ان کی قیمت اور ان کی شان معلوم ہوگی کہ اللہ نے ان کو اپنا نائب فرمایا ہے تُطَهِّرُهُمۡ اور اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ذریعہ آپ ان کو پاک کردیجئے تو معلوم ہوا

مال خرچ کرنے میں اور دل پاک ہونے میں بڑی گہری دوستی اور رابطہ ہے اور وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا تم کو تزکیہ بھی مل جائے گا۔ اب مولوی کیسے خرچ کرے؟ کوئی کہے کہ بھئی! مولوی کا کام تو چندہ لینا ہوتا ہے دینا نہیں۔ تو اس کے لئے میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے جامعہ اشرفیہ لاہور میں فرمایا تھا کہ تم لوگ اگر دو تین ہزار روپے تنخواہ پاتے ہو تو اس میں سے اللہ کے راستہ میں دو روپے تو دے سکتے ہو۔ تو اپنا چندہ مدرسہ میں لکھوا دو ورنہ ایسے تو تم بھول جاؤ گے، کبھی دو گے کبھی بھول جاؤ گے، لہٰذا اپنے دو روپے مدرسہ میں مقرر کروا دو کہ ہر ماہ دینے ہیں۔ اس مضمون کو سمجھانے والے نہیں ملتے، بتایئے! اگر ہر استاد اپنی تنخواہ سے ہر مہینہ اللہ کے راستہ میں ایک رین دے دے تو کیا غریب ہو جائے گا؟ اور قلیل کو قلیل مت سمجھو قَلِيْلٌ م بَعْدَ الْقُبُوْلِ كَثِيْرٌ ہو جاتا ہے، اور كَثِيْرٌم بِعَدَمِ الْقُبُوْلِ قَلِيْلٌ بھی نہیں رہتا۔

فیضانِ نبوت

ایک صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

((اِذَا أَصَبْتُ اللَّحْمَ انْتَشَرْتُ))

(سنن الترمذی، تفسیر سورۃ المآئدۃ)

جب بھی میں گوشت کھاتا ہوں تو منتشر ہو جاتا ہوں۔ صحابی نے انتشار پورے جسم کے لئے کہا، حالانکہ یہاں خاص عضو مراد تھا تو اونٹ چرانے والوں کی بلاغت اور مختصر المعانی دیکھو کہ اونٹ چرانے والوں کو اللہ تعالیٰ نے کیا دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذَا أَصَبْتُ اللَّحْمَ انْتَشَرْتُ جب بھی میں گوشت کھاتا ہوں تو منتشر ہو جاتا ہوں، تو کسی عضو کی طرف اشارہ بھی نہیں کیا، کیا حیا، کیا ادب

ہے، یہ گویا اونٹ چرانے والوں کا مجازِ مرسل ہے، کیسا مجازِ مرسل ہے جو آدابِ رسالت سکھا رہا ہے، یہ عجیب مرسل ہے جو رسول کا ادب سکھا رہا ہے، اِنۡتَشَرۡتُ کہا کہ میں منتشر ہوتا ہوں، یہ نہیں کہا کہ میرے عضو میں انتشار ہوتا ہے، بتاؤ! کمالِ حیا ہے یا نہیں؟ آہ نکل جاتی ہے کہ صحبت اس کو کہتے ہیں، یہ فیضانِ نبوت کا اثر ہے، آج بھی جو اللہ والوں کے صحبت یافتہ ہیں آپ ان کے الفاظ میں، چلنے پھرنے میں، ہر بات میں ادب پاؤ گے۔

تزکیہ رجالُ اللہ کرتے ہیں

مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم دونوں مکہ شریف میں ایک کمرہ میں بیٹھے تھے، کچھ اور لوگ بھی تھے، میں بھی تھا، تو ایک صاحب نے مولانا ابرارالحق صاحب سے کہا کہ آپ کے ساتھ مولانا محمد احمد صاحب بھی آئے ہوئے ہیں تو حضرت نے جواب دیا کہ مولانا محمد احمد صاحب میرے ساتھ نہیں آئے ہیں میں ان کے ساتھ آیا ہوں۔ دیکھا آپ نے ادب، یہ ادب با ادب لوگوں سے ملتا ہے، اسے کتابوں سے نہیں پاؤ گے۔ کتاب اللہ جتنی ضروری ہے اس سے زیادہ رجال اللہ ضروری ہیں کیونکہ بہت سے رجال اللہ آئے جن کے پاس کتاب اللہ نہیں تھی اور انہوں نے سابقین کی کتابوں سے تربیت کی، ہر رسول صاحب کتاب نہیں تھا، تو معلوم ہوا کہ رجال اللہ زیادہ اہم ہیں، رجال اللہ ہی کتاب اللہ سمجھاتے ہیں ورنہ وہ کتاب خالی پیٹ کے لئے ہوگی، وہ علم برائے پیٹ ہوگا۔ لوگ آئینہ میں دیکھ کر تقریر کرنے کی مشق کرتے ہیں، پہلے آئینہ میں دیکھ کر پگڑی باندھتے ہیں، پھر جھوم جھوم کر تقریر کر کے اس میں دیکھتے ہیں کہ میری کس ایکٹنگ سے زیادہ واہ واہ ملے گی، مرحبا اور نعرۂ تکبیر ہوگا اور بعد میں پھر لاؤ لاؤ ہوگا۔

حیدرآباد سندھ میں ایک عالم نے تقریر کی، پوری صحاح ستہ کی کتابیں منبر پر رکھی ہوئی تھیں، بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی وغیرہ سب لاکر رکھ دیں اور ایسی جوشیلی تقریر کی کہ میں نے کہا اللہ اکبر! چھ کتابیں رکھی ہوئی ہیں اور زبان سے فرفر حدیثیں پڑھ رہا ہے، لیکن آخر میں اس نے کہا کہ میرے طلبہ آسمان کے نیچے لیٹے ہوئے ہیں، ہم کو چھت کے لئے پیسہ چاہئے اور اگر نہیں دوگے تو میں خودکشی کرلوں گا تو ایک تاجر نے مزاحاً کہا کہ خودکشی کی زیادہ زحمت نہ کرو ابھی ریل آنے والی ہے اس کی پٹری پر جا کر لیٹ جاؤ۔

(ایک صاحب سے فرمایا) ادھر آجاؤ، جب آؤ تو قریب بیٹھا کرو، جب بیٹھو تو دیکھو کہ کون سی جگہ شیخ کے قریب تر ہے وہاں بیٹھو، قریب جگہ ہوتے ہوئے دور بیٹھنا ناشکری ہے، جب بادشاہ ہاتھ بڑھائے تو پیر چومنا ناشکری ہے۔

دست بوسی چوں رسد از دست شاہ
پائے بوسی آں زماں باشد گناہ

بادشاہ جب اپنا ہاتھ بڑھائے کوئی ہاتھ چھوڑ کر پیر چومتا ہے تو اس وقت پیر چومنا گناہ ہے۔ لہٰذا جب جگہ ہو تو قریب بیٹھا کرو۔

صحبت اہل اللہ کی مثال

دیکھو! اس وقت سمندر سامنے ہے، آپ کو صاف ہوا مل رہی ہے، چاہے آپ ارادہ کریں نہ کریں، اگر آپ کا ارادہ نہ ہو، نیت بھی نہ ہو کہ میں آج سمندر کی صاف ہوا حاصل کروں، کوئی شخص نیت نہ کرے تو بھی بلا نیت یہ ہوا پھیپھڑوں میں داخل ہوگی۔ اسی طرح لوگ چوبیس گھنٹے اللہ والوں کے پاس رہتے ہیں، ان کو نیت کی ضرورت نہیں ہے، ان اللہ والوں کے انفاسِ ولایت، خوشبوئے ولایت، ان کی سانس ان کے پاس رہنے والوں کی ناک

میں داخل ہو کر دل میں پہنچتی رہتی ہے۔اس لئے عارفین کے پاس، اہل اللہ کے پاس اگر رات بھر سوتا بھی رہے تو بھی ایمان پا تا رہے گا، صبح جب اٹھے گا تو اپنے قلب میں ایمان کو ترقی یافتہ دیکھے گا، جیسے رات کی رانی کے نیچے رات سوتے رہو، صبح اس کی خوشبو سے آپ کا دماغ تازہ ہوگا۔ خانقاہوں میں اگر کوئی تہجد نہ بھی پڑھے، رات بھر سوتا رہے لیکن ان شاء اللہ صبح صالحین کی سانسوں کے انوارِ الٰہیہ سے وہ اپنے قلب کو تاباں پائے گا، جو اللہ کی یاد میں روتا ہے اس کی آنکھوں کو اللہ تعالیٰ ایسی تابانی دیتا ہے کہ کسی کو اس کی نظر سے نظر ملانے کی تاب نہیں رہتی ۔

تابِ نظر نہیں تھی کسی شیخ و شاب میں
ان کی جھلک بھی تھی مری چشم پر آب میں

بڑائی اور تکبر کا علاج

میر صاحب کے لیے دعا کرتا ہوں کہ اللہ ان کی طاقت میں برکت دے اور ان کو ناطاقتی سے بچائے، دیکھ لو یہ ناطاقتی بھی خاص لغت ہے، اللہ تعالیٰ مدد فرمائے بھئی! یہ ہمارا کام کررہے ہیں، ان کا یہ کام بہت اہم ہے، اللہ تعالیٰ ان کو بڑائی اور تکبر سے بھی بچائے، کوئی شخص کسی کو کم تر نہ سمجھے، نہ اپنے کو کسی سے بہتر سمجھے کیونکہ قیامت میں فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے، غلام کی نالائقی ہے کہ وہ اپنے کو کچھ سمجھتا ہے کہ میں اتنا بڑا مفسر ہوں یا میرے اتنے ماننے والے ہیں، یہ سب کچھ نہیں ہے اصل فیصلہ میدانِ محشر میں ہوگا، اس مراقبہ سے اللہ تعالیٰ آپ سے خوش رہے گا، اسی طرح اگر کسی عالم نے اپنے کو اچھا سمجھا اور غیر علماء کو اپنے سے کم تر سمجھا کہ یہ سب جاہل لوگ بیٹھے ہیں تو آپ اپنی نظر میں تو اچھے ہیں لیکن اللہ کی نظر میں برے ہیں۔ جب بندہ اپنی نظر میں برا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں

بھلا ہوتا ہے اور جو اپنی نظر میں بھلا ہوتا ہے اللہ کی نظر میں برا ہوتا ہے، لہٰذا فیصلہ کرلو کہ بندہ اپنے کو مٹا کر رہے۔ اللہ کو تکبر اتنا ناپسند ہے کہ بندہ چاہے کروڑوں حج وعمرے اور کروڑوں نیک کام کرے لیکن اگر ذرّہ بھر بڑائی ہوگی تو اس کو جنت میں داخل ہونا نصیب نہیں ہوگا، وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا، یہ بھی ایٹم بم ہے جیسے جاپان میں ہیروشیما ہے جہاں ایٹم بم گرا تھا وہاں آج تک گھاس نہیں اُگی اسی طرح تکبر بھی بہت خطرناک ایٹم بم ہے، اس ایٹم بم سے بچنے کے لیے بم ڈسپوزل اسکواڈ کے پاس جاؤ اور وہ ہے شیخ، اس کے پاس رہو ان شاء اللہ آہستہ آہستہ اس کی صحبت کی برکت سے تکبر کے جراثیم خود ہی مر جائیں گے، بے ہوش تو پہلی ہی ملاقات سے ہوجائیں گے لیکن مریں گے ذرا دیر سے۔ اللہ والوں کی پہلی ہی نظر اور پہلی ہی ملاقات سے تکبر کے جراثیم بے ہوش ہوجاتے ہیں پھر آہستہ آہستہ مر جاتے ہیں، یہ بھی کیا کم نفع ہے کہ پہلی ہی ملاقات میں وہ بے ہوش ہوجائیں۔

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کو پہلے اپنے علم کا بڑا پندار تھا، مولانا مسعود علی ندوی ان کے اسسٹنٹ تھے، اعظم گڑھ کی شبلی منزل میں بیٹھ کر وہ بڑا مذاق اڑاتے تھے کہ تھانہ بھون میں ایسا کیا ہے کہ جس کو دیکھو وہاں جا رہا ہے اور پھر قہقہہ بھی لگتا تھا۔ اللہ کی شان کہ مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا ؎

قال را بگذار مردِ حال شو
پیشِ مردِ کاملے پامال شو

شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر کی شرح مجھ کو بتائی کہ پیشِ مردِ کاملے

پامال شو کے معنی ہیں کہ جب اللہ والا پیر و مرشد مل جائے تو تم اس کے سامنے اپنے کو پامال کردو، پامال فارسی کا لفظ ہے، مال مالیدن سے ہے یعنی مَلنا، اسی سے مالیدہ ہے جسے لوگ کھاتے ہیں، روٹی کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے، گھی چینی ملا کر ہاتھوں سے مَلتے ہیں اسے ملیدہ کہتے ہیں۔ تو شیخ کے سامنے تم مالیدہ بن جاؤ اور پامال یعنی اپنے کو پیر سے رگڑ واؤ تو جیسے ملیدہ مزیدار ہوتا ہے تو یہ مرید بھی مزیدار ہو جاتا ہے اور خود بھی اپنا ملیدہ کھاتا ہے، یہ نہیں کہ اپنے ملیدہ سے محروم رہتا ہے، اپنا ملیدہ خود بھی کھاتا ہے اور دوسرے بھی اس کا ملیدہ کھا کر مست ہوتے ہیں۔ بس یہ شعر پڑھتے ہی سید سلیمان ندوی صاحب تھانہ بھون پہنچ گئے اور چھپ کے گئے، مولانا مسعود علی ندوی کو بھی نہیں بتایا کیونکہ جب دو آدمی کسی شخص پر تبصرہ کر رہے ہوں تو ایک آدمی کو شرم آتی ہے کہ میں اسے کس منہ سے دعوت دوں لہٰذا چھپ کے گئے، ادھر اللہ نے مولانا مسعود علی کے دل میں ڈال دیا، وہ بھی چھپ کے گئے کہ سیّد صاحب کو پتہ نہ چلے کہ میں تھانہ بھون جا رہا ہوں، دونوں ایک دوسرے سے چھپ کے گئے اور خانقاہ میں ایک دوسرے سے ملاقات ہوئی تو دونوں حیران رہ گئے۔ حکیم الامت کی پہلی مجلس ظہر سے عصر تک ہوتی تھی جب علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی مجلس پائی تو ایک ستون کے پاس کھڑے ہو کر رونے لگے اور یہ شعر فرمایا۔

جانے کس انداز سے تقریر کی
پھر نہ پیدا شبہۂ باطل ہوا
آج ہی پایا مزہ قرآن میں
جیسے قرآں آج ہی نازل ہوا
چھوڑ کر تدریس و درس و مدرسہ
شیخ بھی رِندوں میں اب شامل ہوا

اور اللہ اللہ کے جس ذکر کو مذاق کہہ رہے تھے کہ یہ کہیں سے ثابت ہی نہیں ہے، اب جب ذِکر شروع کیا تو فرمایا ؎

نام لیتے ہی نشہ سا چھا گیا
ذِکر میں تاثیرِ دورِ جام ہے

اور جب تہجد پڑھی تو فرمایا کہ ؎

وعدہ آنے کا شب اخر میں ہے
صبح سے ہی انتظارِ شام ہے

اور پھر جس ذاتِ گرامی سے نفرت تھی اس کے بارے میں فرماتے ہیں ؎

جی بھر کے دیکھ لو یہ جمالِ جہاں فروز
پھر یہ جمالِ نور دکھایا نہ جائے گا
چاہا خدا نے تو تری محفل کا ہر چراغ
جلتا رہے گا یونہی بجھایا نہ جائے گا

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے مجدد تھے۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ کوئی نہیں تھا، میں نے تنہائی میں پوچھا کہ حضرت! لوگ آپ کو مجدد کہتے ہیں اس کی کیا حقیقت ہے؟ مجھے بتا دیجئے، میرے شیخ حضرت تھانوی سے سات ہی سال تو چھوٹے تھے اور حضرت تھانوی مولانا عبدالغنی پھولپوری سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ ایک بھینس کے بچہ نے اپنی ماں سے پوچھا کہ ماں ری ماں پدمنی کسے کہتے ہیں؟ بھینس نے کہا کہ چپ چپ ایسا سوال مت کر، لوگوں کا خیال میری ہی طرف ہے کہ میں ہی پدمنی ہوں۔ تو میرے شیخ نے پوچھا کہ حضرت! ابھی سمجھ میں نہیں آیا، صاف صاف بتا دیجئے ؎

ناز را چہرہ بباید ہمچو ورد

حضرت نے فرمایا کہ بھئی! میرا ابھی یہی خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اتنا کام لیا ہے کہ کئی سو برس تک جو بھی مجدد ہوگا میری ہی تعلیمات سے لوگوں کی اصلاح کرے گا۔

تو دوستو! ڈنر میں ابھی ایک ڈش باقی ہے، اب جو ڈش پیش کروں گا آپ سب لوگ اس کو اپنی اپنی ڈائری میں نوٹ کر لینا لیکن پہلے غور سے سن لو کہ اصلی مرید کون ہے؟ جو اس:

﴿يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾

(سورۃ الکھف، آیت:۲۸)

کے دائرہ کا فرد ہو، جس کے قلب میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ذات مراد ہو، یہ اصلی مرید ہے:

﴿يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا﴾

(سورۃ الفتح، آیت:۲۹)

جو اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کو ڈھونڈتے رہتے ہیں، اِبْتِغَآءٌ معنی ڈھونڈتے رہنا ہے، جیسے کوئی سونگھتا ہے کہ کہیں گلاب کا پھول تو نہیں ہے، تو خلّاقِ گل اور خالقِ گلستان سے بڑھ کر کون پھول ہوگا جو ہمیشہ تازہ دم ہے، ہمیشہ تازہ رہے گا، دنیا کے سارے پھول مرجھانے والے ہیں، لیکن یہ دردِ دل ملتا کیسے ہے؟ ؎

ہم نے لیا ہے دردِ دل کھو کے بہارِ زندگی
اِک گلِ تر کے واسطے میں نے چمن لٹا دیا

سڑکوں کی ٹیڈیوں سے، کالیوں گوریوں سے سب سے نظر بچائی تاکہ مجھے وہ پھول مل جائے جو کبھی نہیں مرجھائے گا، ان حسینوں پر تو ایک دن بڑھاپا آجائے گا۔

شیخ کا حق

سنو ایک آدمی اپنی معشوقہ کے تبسم سے بے ہوش ہوگیا، یہ فیچر ہے، اس کا نام مفروضہ ہے، کہیں آپ لوگ پوچھیں کہ کہاں بے ہوش ہوا تھا، کیسے ہوا تھا، وہ کون تھا۔ میں تو فرض کر رہا ہوں، کوئی بات سمجھانے کے لئے مفروضہ کرنا جائز ہے، جو ٹیچر اخلاص سے اپنے پھٹیچر دوستوں کو کچھ سکھا رہا ہے، اب آپ کہیں گے کہ مجھے پھٹیچر بنا دیا، تو شیخ کو حق ہے کہ وہ کبر توڑنے کے لئے مرید کو جو چاہے کہے، اگر آپ میرے کہنے سے ناراض ہیں تو مجھ سے مرید کیوں ہوئے؟ جب اُوکھلی میں دیا سر تو موصلوں کا کیا ڈر، کسان موصل میں چاول کوٹتے ہیں تب چاول کا چھلکا الگ ہوتا ہے تو جب چاول اوکھلی میں آگیا اب موصل پڑ رہے ہیں تاکہ ان کا بھوسہ نکل جائے، کسان موصل مار مار کر چاول کی قیمت بڑھا رہا ہے۔ تو شیخ آپ کی قیمت بڑھا رہا ہے۔

عشقِ لیلیٰ سے بچانے والا مراقبہ

تو وہ مفروضہ یہ ہے کہ ایک آدمی اپنی معشوقہ کے تبسم سے بے ہوش ہوگیا، اس شخص کی معشوقہ جب بڈھی ہوگئی، سب دانت ٹوٹ گئے اور مصنوعی دانت بھی نہیں بنوائے کیونکہ دیہات کی تھی جہاں کوئی ڈاکٹر نہیں تھا، تو عاشق صاحب پردیس گیا ہوا تھا جب آیا تو دیکھا میری معشوقہ کے دانت نہیں ہیں پھر اس معشوقہ نے عاشق کو پرانی یاد کے طور پر اپنا تبسم دکھایا تو بجائے بے ہوش ہونے کے اس کو اتنا غصہ آیا کہ تو تو بندریا لگ رہی ہے، کچھ بھی مزہ نہیں آیا۔ کیا ایسی بگڑنے والی شکلوں پر مرتے ہو، محروم القسمت مت بنو، جو مولیٰ کو چھوڑ کر لیلیٰ پر مرتا ہے اس کی قسمت صحیح نہیں ہے، سخت بد نصیبی ہے، سخت شقاوت ہے، سخت محرومی ہے، انتہائی لاس (Loss) اور خسارہ ہے کیونکہ جس کا جغرافیہ بدلنے والا

ہواس پر کیا مرتے ہو۔

حسینوں کا جغرافیہ میرؔ بدلا
کہاں جاؤ گے اپنی تاریخ لے کر

یہ میرا شعر ہے، میں نے بہت درد سے یہ شعر کہا ہے۔

یہ عالم نہ ہوگا تو پھر کیا کرو گے
زحل ، مشتری اور مریخ لے کر

اصلی اہلِ وفا کی تعریف

تو اصلی مرید کون ہے اور اللہ کا اصلی عاشق کون ہے، اللہ کا اصلی باوفا بندہ کون ہے؟ جو ہر وقت اللہ کی ذات کو اپنا مراد بنائے اور اللہ کی خوشنودی کو ڈھونڈتا پھرتا ہو۔ یَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضۡوَانًا جو اللہ کی جانب سے یَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا کی قید میں ہو، وہ دنیا والوں کی مہربانی نہیں ڈھونڈتا ہے، اللہ کے فیض کو ڈھونڈتا ہے، وَرِضۡوَانًا اور اللہ کی خوشی کو ڈھونڈتا ہے کہ میرا اللہ کس بات سے خوش ہوگا۔ تو جو اتنا اہتمام کرے گا کہ میرا اللہ کس بات سے خوش ہوگا تو اس کا قضیہ عکس کرو، تو قضیہ عکس کیا ہے کہ جس بات سے اللہ ناخوش ہو اس سے بھی جان کی بازی لگا کر احتیاط کرنا۔ جو عاشقِ خوشنودی ہوگا کیا وہ ناخوشنودی سے بچنے کا اہتمام نہیں کرے گا؟ اس کے لئے قضیہ عکس لازم نہیں ہے؟ اہلِ وفا انہیں کو کہتے ہیں، اگر قربانی کا صحیح بکرا تیار کرنا ہے تو اس کو اچھی اچھی گھاس کھلاؤ مگر زہر نہ کھلاؤ، اگر اپنے قلب اور قالب کو قربانی میں پیش کرنا ہے تو عبادت کرو نافرمانی نہ کرو ورنہ کمزور ہو جائے گا۔

تو اصلی اہلِ وفا کی تعریف کیا ہے کہ جس کے قلب میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ذات مراد ہو۔ دلیل کیا ہے؟ یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡہَہٗ یہ آیت صحابہ کی شان میں

ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دنیا والو! بطفیل فیضانِ صحبتِ نبوت آج صحابہ کا کیا مقام ہے کہ ان کے قلب میں ہر وقت اللہ مراد ہے، چاہے وہ يَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ہوں، چاہے يَأْكُلُوْنَ اِلَى الطَّعَامِ ہوں، وہ جتنے بھی کام کرتے ہیں میں ان کے دل میں ہر وقت مراد رہتا ہوں، وہ کھاتے ہیں میرے لئے، سوتے ہیں میرے لئے، دیکھتے ہیں میرے لئے، چلتے ہیں میرے لئے، ہر حرکت وسکون میں ان کے دل میں مراد ہوں، وہ فی الحال بھی اور آئندہ بھی وفاداری کا عہد رکھتے ہیں کہ میں اللہ کو ناراض کر کے کبھی اپنے قلب میں، اپنے نفس میں حرام خوشی نہیں آنے دوں گا، مر جاؤں گا لیکن اپنے مالک کو ناراض نہیں کروں گا، اگر گناہ نہ کرنے سے اور حسینوں کو نہ دیکھنے سے جان بھی چلی جائے گی تو ہم اسے لبیک کہیں گے کہ یا اللہ! میں تیرے:

﴿يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾

(سورۃ النور، آیت:۳۰)

کے امر پر لبیک کہتا ہوں اور اپنی جان بھی فدا کرتا ہوں کہ یہ آپ کا بڑا پیارا حکم ہے، اس میں ہمارے دل کو تو غم ہے لیکن آپ کی مخلوق کا احترام ہے اور میرا بھی اکرام ہے۔

بدنظری سے عزت نہیں ذلت ملتی ہے

کیونکہ نظر بازی کے بعد ذلت کا خطرہ ہے، خود نظر ہی سے ذلت شروع ہوجاتی ہے۔ جو ڈاڑھی رکھ کر اور گول ٹوپی پہن کر کسی عورت کو دیکھتا ہے تو وہ عورت بھی دل میں گالیاں دیتی ہے۔ کانپور میں ایک پتلی گلی میں دو عورتیں باتیں کرتی ہوئی جارہی تھیں، ایک ڈاڑھی والے نے مجھے بتایا کہ ایک عورت مجھے اچھی لگی تو میں تھوڑی دیر کھڑا ہو کر اسے دیکھنے لگا تو ایک عورت نے دوسری سے کہا کہ اے بہن! تجھ کو ایک ملّا دیکھتا جارہا تھا، اس نے کہا لَعْنَةُ اللهِ عَلَيْهِ

اللہ اس پر لعنت فرمائے، بہت ہی خبیث آدمی تھا، یہ ملّا نہیں تھا شیطان تھا۔ اس نظر بازی سے دنیا میں عزت نہیں ملتی، عزت تقویٰ سے ملتی ہے۔ دیکھو! دنیا دار کتنی ہی شراب پی لیں، زِنا کرلیں مگر ان کی عاقبت خراب ہے، ان کا انجام اچھا نہیں ہے۔

میرؔ مت مرنا کسی گلفام پر
خاک ڈالو گے انہی اجسام پر

اور ؎

جان دے دی میں نے ان کے نام پر
عشق نے سوچا نہ کچھ انجام پر

اب کوئی کہے کہ صاحب! عشق سوچتا کیوں نہیں ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بشارت دے دی:

﴿وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾
(سورۃ الاعراف، آیت:۱۲۸)

عاقبت تو اللہ نے ہمارے ہاتھ میں دے دی کہ جو تقویٰ سے رہتے ہیں عاقبت ان ہی کی ہے، ان کا انجام اچھا ہوگا، ہم اپنے اللہ کی اس بشارت پر ایمان لاکر اللہ پر فدا ہوتے ہیں، جو تقویٰ سیکھتا ہے اس وقت میں وہ بھی متقی ہو رہا ہے، تقویٰ سیکھنا بھی حکمِ تقویٰ میں داخل ہے کیونکہ خطرۂ لقویٰ سے بچ رہا ہے۔

بدنظری کرنے والا اللہ تعالیٰ کا وفادار نہیں ہوسکتا

تو دل میں ہر وقت خدا مراد ہو، جب کسی لڑکی کو دیکھتا ہے، ایئر ہوسٹس کو یا سڑکوں پر کسی کو یا ایک ذرہ حرام نمک چراتا ہے، ہم یہ نہیں کہتے کہ ہر وقت دیکھتا ہے کبھی تھوڑا سا گوشۂ چشم سے اِدھر اُدھر نظر ماردیتا ہے ؎

گوشۂ چشم سے بھی اُن کو نہ دیکھا کرنا

یہ میرا شعر ہے گوشۂ چشم یعنی کن انکھیوں سے، یعنی آنکھوں کے کونے سے۔ تو اس وقت یہ بتاؤ کہ یہ شخص یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡهَهٗ ہے؟ جب کوئی سالک یا صوفی یا مولوی کسی عورت یا ایئر ہوسٹس سے آنکھیں ملا کر کہتا ہے کہ دیکھو چائے ذرا کڑک رکھنا، دودھ کم ڈالنا تو اس وقت جب اس کی نظر حرام ہو رہی ہے اور غیر اللہ پر پڑ رہی ہے اور وہ حسینوں کے چہروں کا نمک چرا رہا ہے تو اس وقت اللہ اس کے قلب میں مراد نہیں ہے، یہ یُرِیۡدُوۡنَ کے دائرۂ اہلِ وفا سے خارج ہو گیا۔ اللہ کے وفادار عاشقوں کے دائرہ سے اس کا خروج ہو گیا، اس کو پتہ بھی نہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں، اسے نہیں معلوم کہ ہماری نظر کو اللہ بھی دیکھ رہا ہے کہ اس نے کتنا اعشاریہ حرام نمک چکھا، اللہ کے یہاں سب ٹیسٹ ہو گیا، سب نوٹ ہو گیا کہ اس نے اتنا فیصد نمک حرام چکھ لیا۔ بتایئے! یہ ڈش مزیدار ہے یا نہیں کہ جس دن مولیٰ کا نمک ملے گا تب پتہ چلے گا کہ یہ مخلوق کا فانی اور گھٹیا نمک کیا چیز تھا۔

تو ایسا کوئی کام نہ کرو جس سے اللہ تعالیٰ ناخوش ہوں چاہے اس میں کتنی ہی خوشی ہو، اللہ کی نافرمانی جائز نہیں ہے چاہے اس میں ایک کروڑ رین کا فائدہ ہو، لات مار دو اس پر، اس ایک کروڑ رین پر پیشاب کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ میرے شیخ سے ایک صاحب نے کہا کہ میں آپ کو دوبارہ ہندوستانی بنا دیتا ہوں، آپ چلئے، وہاں میرے وزیروں سے تعلقات ہیں۔ تو حضرت نے فرمایا میں ہندوستان کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنے کو بھی اپنی توہین سمجھتا ہوں، میں وہاں محکوم اور غلام بن کر نہیں جانا چاہتا، اللہ وہ دن دکھائے کہ فتح ہو پھر ہم فاتحانہ انداز میں چلیں گے۔ اور جیسے ہی حضرت نے پاکستان میں قدم رکھا تو فرمایا کہ یہاں فاسق فاجر تو ہیں مگر کلمہ کا نور غالب ہے اور جب ہم لوگ بحری جہاز سے بمبئی گئے اور حضرت نے بمبئی میں قدم رکھا تو فرمایا کہ جہاں بھاڑ بھونا

جاتا ہے تو دھوئیں کی وجہ سے ساری فضا سیاہ ہو جاتی ہے ایسا ہی یہاں کی فضا بھی سیاہ لگ رہی ہے۔ لہٰذا ہم سب سوچ لیں کہ اگر اللہ کی کسی نافرمانی اور ناخوشی کے اعمال میں ہماری آنکھیں مشغول ہیں تو ہم اس وقت میں یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡهَهٗ نہیں ہیں کیونکہ اس وقت غیر پر نظر ہے۔ بتایئے! عورتیں غیر اللہ ہیں یا نہیں؟ اور جو غیر اللہ پر نظر ڈالے گا تو اس کا کنکشن مغضوب اور ضآلّین سے ہے تو اگر تم نے اللہ کے علاوہ غیروں کو دیکھا تو یاد رکھو تم کو غضبِ الٰہی سے پالا پڑے گا اور گمراہ ہو جاؤ گے۔ اس لئے اللہ سے یہی کہو کہ اے اللہ! آپ کو چھوڑ کر غیروں کو نہیں دیکھیں گے اور یہ شعر پڑھ لو ۔

آپ آپ ہیں آپ سب کچھ ہیں
غیر غیر ہے غیر کچھ بھی نہیں

اولیاءصدیقین کی پہچان

بس اولیاءصدیقین یعنی سب سے اونچے اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جو ہر وقت، ہر سانس اللہ تعالیٰ کو اپنا مراد رکھتے ہیں، قلباً اور قالباً اللہ کو ''دل'' میں مراد رکھتے ہیں اور ''قالب'' سے ثبوت پیش کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے ہیں غیر کے نہیں ہیں، ہم ان حسینوں کو نہیں دیکھیں گے اور وہ غیر اللہ سے اپنے کو محفوظ رکھنے میں جان کی بازی لگا دیتے ہیں، خالی عدمِ قصدِ نظر کافی نہیں ہے، جان کی بازی بھی لگاؤ ورنہ حسینوں کی شکل آپ کو اُلّو بنا دے گی، یہ ناقصاتِ عقل کامل عقل والوں کو تباہ کر دیتی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ ہیں تو آدھی عقل کی مگر پوری عقل والوں کی عقل اڑانے میں ماہر ہیں۔ تو یہی لوگ حقیقی پاسِ انفاس والے ہیں کہ جن کو ہر سانس یہی خیال ہے کہ کوئی سانس اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں نہ گذرے۔

میں آج کل یہ مضمون بہت درد سے پیش کرتا ہوں تا کہ آپ لوگوں کی

دعا مجھے بھی مل جائے کہ اے خدا! ہماری ایک سانس بھی اپنی نافرمانی میں اپنی رحمت سے دوری میں نہ گذرنے دیجئے، ہماری وہ زندگی مبارک ہے جو آپ پر فدا ہو، وہ گھڑی مبارک ہے جو آپ پر فدا ہو، وہ آنسو مبارک ہیں جو آپ پر فدا ہوں وہ غم، مبارک ہے جو آپ پر فدا ہو، وہ خوشی مبارک ہے جو آپ پر فدا ہو اور وہ رین (افریقی کرنسی) مبارک ہیں جو آپ پر فدا ہوں۔ اور جو پاسِ انفاس آج کل جاہل صوفیوں میں چل رہا ہے کہ ہر سانس میں تو لا الٰہ ہے مگر آنکھوں سے غیر اللہ کو دیکھ رہے ہیں، زبان سے لا الٰہ کہہ رہے ہیں اور آنکھوں سے غیر اللہ کو دیکھ رہے ہیں، دل میں بھی انہیں کا تصور ہے، باتیں چبا چبا کر ایئر ہوسٹس سے ''ٹی'' مانگ رہے ہیں اور ٹی ٹی سے بے خوف ہیں کہ کوئی ٹی ٹی بھی مار دے گا، پاکستان میں پستول کو ٹی ٹی بھی کہتے ہیں۔

لذتِ عشقِ الٰہی اور تلخیِ عشقِ مجازی

تو دیکھو جینے کا مزہ یہ ہے کہ زندگی کی ہر سانس اللہ پر فدا ہو پھر یہ حیات پُرمزہ حیاتِ طیبہ کی مصداق ہوگی، اس پر ہر وقت ہزارہا جان کی بارش ہوگی، جو جان اللہ پر قربان رہتی ہے اس کی جان پر ہر وقت ہزارہا جانیں، غیر محدود جانیں برستی ہیں اور جو حرام مزہ کے لئے اللہ کو ناراض کرتا ہے اس کی جان پر بے شمار موت برستی رہتی ہے۔ رومینٹک والوں کو دیکھ لو، سب آخر میں پاگل خانہ میں داخل ہو جاتے ہیں، راتوں کو نیند نہیں آتی، ویلیم فائیو کھاتے ہیں پھر ویلیم ٹین کھاتے ہیں پھر ٹین بجاتے ہوئے پاگل خانہ میں اِنْ (In) ہو جاتے ہیں، پہلے بہت پِن پِن کرتے ہیں پھر بعد میں اِنْ (In) ہوتے ہیں۔ کیا کہیں بس اگر کسی ظالم کو دوزخ دیکھنی ہے تو اللہ کی نافرمانی اور عشق بازی اور غیر اللہ سے دل لگانا دوزخ کو یہیں بلا لینا ہے اور اللہ پر فدا ہونا جنت کو یہیں بلا لینا ہے، جو خالقِ جنت پر فدا ہوتا ہے اس کی جنت یہیں ہے، اور جنت کیا چیز

ہے! خالقِ جنت افضل ہے یا جنت؟ پھر سوچ لو، جو اپنے اللہ کو خوش رکھتا ہے، اس کے دل کی خوشی کا کیا عالم ہوگا۔

بتاؤ! آج کا مضمون نیا ہے یا نہیں؟ بس اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب میں مراد بن جائے۔ ایک مصرع یاد آ گیا، جب انسان بری خوشی سے نامراد ہوتا ہے تب اللہ اس کے دل میں مراد ہوتا ہے، جب انسان اپنے دل کو حرام خوشی سے نامراد کرتا ہے تو۔

دلِ نامراد میں وہ مراد بن کے آئے

یہ میرا مصرع ہے، جو اپنی بری خوشی کو نامراد کر دے، اللہ اس کے قلب میں مراد بنتا ہے۔ اے اللہ! جس کرم سے آپ نے یہ علوم بخشے، اسی کرم سے ہمیں توفیقِ عمل بھی نصیب فرمادے اور ساری زندگی کی دعا قبول فرما دے اور جو نہیں مانگا بے مانگے بھی دے دے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَآ

اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى

خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ